سورة المومنون

آیات ۲۳ - ۳۲

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ
الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ
لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۖۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِىْۤ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ۚ﴿۲۴﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌ ۢبِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۲۵﴾
قَالَ رَبِّ انْصُرْنِىْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿۲۶﴾ فَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَ
فَارَ التَّنُّوْرُ ۙ فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا
تُخَاطِبْنِىْ فِى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۲۷﴾ فَاِذَا اسْتَوَيْتَ اَنْتَ وَمَنْ مَّعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ
لِلّٰهِ الَّذِىْ نَجّٰنَا مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۲۸﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِىْ مُنْزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِيْنَ ﴿۲۹﴾ اِنَّ فِىْ
ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ وَّاِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِيْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اَنْشَاْنَا مِنْۢ بَعْدِهِمْ قَرْنًا اٰخَرِيْنَ ۚ﴿۳۱﴾ فَاَرْسَلْنَا فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ
اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۲﴾ع

مكية | سُوْرَةُ الْمُؤْمِنُوْن | آيات 118

قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ ﴿١﴾ الَّذِينَ هُمْ فِي صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ ﴿٢﴾

رسول کی دعوت کے ذریعے انسانی افکار و کردار کی اصلاح، تاکہ ایمان و عملِ صالح کے ذریعے انسان حقیقی فلاح تک پہنچ سکے

صفاتِ مومنین دلائلِ توحید	آیات 1 تا 11 جنت کے وارث مومنین کی صفات	آیات 12 تا 16 خلقتِ انسان - اللہ کی قدرت کی نشانیاں - بعث بعد الموت	آیات 17 تا 22 اللہ کی قدرت کی حیرت انگیز تخلیق، اپنے بندوں پر اس کی کثیر نعمتیں	
دعوتِ انبیاء علیہ السلام	آیات 23 تا 30 قومِ نوحؑ کا قصہ توحید - غایتِ انبیاء	آیات 31 تا 44 ہودؑ کی بعث — ہلاکت اقوام میں اللہ کی سنت	آیات 45 تا 50 قصہ موسیٰ، ہارون اور عیسیٰ علیہم السلام	آیات 51 تا 52 رسولوں کے لیے ہدایات - وحدت عقائد
				آیات 53 تا 56 رسولوں کے بعد امتوں کا اختلاف
توحید، تقویٰ اور انجامِ آخرت	آیات 57 تا 61 اہلِ تقویٰ کی نمایاں صفات	آیات 62 تا 77 کفار کی صفات، ان کے اعمال اور انجام	آیات 78 تا 80 اللہ کی نعمتیں اور اس کی عبادت کی یاد دہانی	آیات 81 تا 92 بعث بعد الموت کا انکار اور توحید کے دلائل
انذارِ آخرت اور دعوتِ توحید	آیات 93 تا 98 نبی کریم ﷺ کے لیے الٰہی ہدایات	آیات 99 تا 114 موت کے وقت گناہ گاروں کی ندامت اور قیامت کے مناظر	آیات 115 تا 118 انسانی زندگی کا مقصد اور اللہ کی عظمت و توحید کا بیان	

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ - اور بیشک ہم بھیج چکے ہیں نوحؑ کو اسکی قوم کی طرف

فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ - تو اس نے کہا اے میری قوم اللہ کی عبادت کرو

مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ - نہیں ہے تمہارے لیے کوئی (سچا) معبود اس کے سوا

اَفَلَا تَتَّقُوْنَ - تو کیا تم ڈرتے نہیں ہو۔

اِتَّقٰى يَتَّقِىْ ، اِتِّقَآءٌ : ڈرنا (VIII)

فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ - تو کہا (اُن) سرداروں نے جنہوں نے

اَلْمَلَأُ : سردار، رؤساء، بااثر لوگ

كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ - کفر کیا اسکی قوم میں سے

مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ - نہیں ہے یہ مگر ایک بشر تمہارے جیسا

يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ - وہ چاہتا ہے کہ وہ فضیلت حاصل کر لے

اَرَادَ يُرِيْدُ ، اِرَادَةٌ : ارادہ کرنا، چاہنا (IV)

تَفَضَّلَ يَتَفَضَّلُ ، تَفَضُّلٌ : بڑا ہونا، برتری حاصل کرنا (V)

اردو میں: فضل، فضیلت، تفضیل، فاضل، فضول، افضال

عَلَيْكُمْ - تم پر

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٤﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿٢٥﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿٢٦﴾

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ - اور اگر اللہ چاہتا

شَآءَ يَشَآءُ ، مَشِيْئَةٌ : چاہنا

لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً - تو ضرور اُتار دیتا فرشتے

مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا - نہیں ہم نے سنا اس (توحید کی بات) کو

فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ - اپنے پہلے آباء واجداد میں۔

اٰبَآءِ : آباؤاجداد

اَوَّلِيْن : اَوَّل کی جمع (اگلے، پہلے)

اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ - نہیں ہے وہ مگر ایک آدمی

اِنْ اگر اِلَّا کے ساتھ آئے تو نفی (نہیں) کے معنی دیتا ہے

بِهٖ جِنَّةٌ - اُس کو کوئی جنوں ہے

(ج ن ن) جِنَّةٌ : جُنُوْنٌ سے مشتق (جنون، دیوانگی)

اس مادے سے مشتق الفاظ جُنُوْنٌ ، جِنَّةٌ ، جَنَّةٌ ، مَجْنُوْن ، جِنّ ، اَجِنَّةٌ (سب میں چھپا ہونے کی معنی)

فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ - سو انتظار کرو اسکے بارے میں ایک وقت تک

تَرَبَّصَ يَتَرَبَّصُ ، تَرَبُّصٌ : انتظار کرنا (٧)

حِيْن : ایک وقت، ایک زمانہ، مدت

قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ - (نوح نے) کہا اے میرے رب میری مدد فرما

نَصَرَ يَنْصُرُ ، نَصْرًا : مدد کرنا

بِمَا كَذَّبُوْنِ - اس پر کہ انھوں نے مجھے جھٹلایا ہے۔

وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰى قَوۡمِهٖ فَقَالَ يٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَـكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَيۡرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ الۡمَلَؤُا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا مِنۡ قَوۡمِهٖ مَا هٰذَاۤ اِلَّا بَشَرٌ
مِّثۡلُكُمۡ ۙ يُرِيۡدُ اَنۡ يَّتَفَضَّلَ عَلَيۡكُمۡ ؕ وَلَوۡ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنۡزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۖۚ مَّا سَمِعۡنَا بِهٰذَا فِىۡۤ اٰبَآئِنَا الۡاَوَّلِيۡنَ ۚ ﴿۲۴﴾ اِنۡ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوۡا بِهٖ حَتّٰى حِيۡنٍ ﴿۲۵﴾
قَالَ رَبِّ انْصُرۡنِىۡ بِمَا كَذَّبُوۡنِ ﴿۲۶﴾

ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ اس نے کہا "اے میری قوم کے لوگو، اللہ کی بندگی کرو، اس کے سوا تمہارے لیے کوئی معبود نہیں ہے، کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ "اس کی قوم کے جن سرداروں نے ماننے سے انکار کیا وہ کہنے لگے کہ "یہ شخص کچھ نہیں ہے مگر ایک بشر تم ہی جیسا۔ اس کی غرض یہ ہے کہ تم پر برتری حاصل کرے۔ اللہ کو اگر بھیجنا ہوتا تو فرشتے بھیجتا۔ الف یہ بات تو ہم نے کبھی اپنے باپ دادا کے وقتوں میں سنی ہی نہیں (کہ بشر رسول بن کر آئے)۔ کچھ نہیں، بس اس آدمی کو ذرا جنون لاحق ہو گیا ہے۔ کچھ مدت اور دیکھ لو (شاید افاقہ ہو جائے)۔ نوح نے) عرض کی : اے میرے پروردگار میری مدد فرما اس پر کہ انھوں نے مجھے جھٹلایا

We sent Noah to his people, and he said: "My people! Serve Allah; you have no deity other than He. Do you have no fear?" But the notables among his people had refused to believe, and said: "This is none other than a mortal like yourselves who desires to attain superiority over you. Had Allah wanted (to send any Messengers) He would have sent down angels. We have heard nothing like this in the time of our forebears of old (that humans were sent as Messengers). He is a person who has been seized with a little madness; so wait for a while (perhaps he will improve)." Noah said: "My Lord! Come to my help at their accusation that I am lying."

محمد اقبال

سورۃ المؤمنون (آیات 23...50)

- ان آیات میں انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتوں کی تاریخ کا اجمالی ذکر کیا گیا ہے، جس کا مقصد یہ واضح کرنا ہے کہ ایمان والوں کی فلاح اور حق کو جھٹلانے والوں کا انجام ہمیشہ ایک ہی سنتِ الٰہی کے تحت رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اہلِ حق کو بھی آزمائش میں ڈالتا ہے اور اہلِ باطل کو کچھ مدت کے لیے مہلت دیتا ہے، مگر یہ مہلت در حقیقت کامیابی نہیں بلکہ ان کے لیے تباہی کا پیش خیمہ ہوتی ہے۔

- اسی پس منظر میں **توحید کا وہ بنیادی پیغام** نمایاں کیا گیا ہے جو **تمام انبیاء کی دعوت کا مرکز** رہا ہے۔ حضرت نوحؑ سے لے کر دیگر تمام رسولوں تک ہر نبی نے اپنی قوم کو یہی حقیقت سمجھائی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور یہ دعوت ہر قوم کو اس کی اپنی زبان میں دی گئی۔ اگرچہ زمان و مکان کے فاصلے بہت تھے، لیکن امتوں کا ردِ عمل ایک جیسا رہا ۔ انہوں نے اس دعوتِ توحید کو جھٹلایا اور اس کے مقابلے میں مخالفت اختیار کی۔

- یوں یہ آیات تاریخ کے ذریعے یہ حقیقت واضح کرتی ہیں کہ حق و باطل کا یہ معرکہ ہمیشہ سے جاری ہے، اور اس میں کامیابی صرف انہی لوگوں کے لیے ہے جو توحید کو قبول کرکے ثابت قدم رہیں۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۲۳﴾

تاریخ سے استدلال

- سابقہ آیات میں دلائلِ انفس و آفاق سے واضح کیا گیا کہ ایمان والے فلاح پاتے ہیں اور منکرین کا انجام خسارا ہے۔اہلِ حق آزمائش سے گزرتے ہیں جبکہ اہلِ باطل کو دی گئی مہلت دراصل ڈھیل نہیں بلکہ ان کے لیے ہلاکت کا سبب بن جاتی ہے، یہی سنتِ الٰہی ہے۔
- یہاں ان آیات میں حضرت نوحؑ کے ذکر سے یہ بات واضح کی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ کی دعوت وہی قدیم اور اصل دعوت ہے جو سب سے پہلے رسول حضرت نوحؑ لے کر آئے تھے: توحید، شرک سے برأت، اور ہدایتِ انسانیت۔اس سے قریش پر یہ حجت قائم کی گئی کہ یہ کوئی نئی بات نہیں بلکہ انکارِ حق کی تاریخ میں بار بار دہرایا جانے والا امتحان ہے۔
- حضرت نوحؑ کو تاریخ میں سب سے پہلے رسول کے طور پر پیش کیا گیا، جنھوں نے گمراہ انسانوں کو ہدایت دی۔ان کی دعوت اور نبی کریم ﷺ کی دعوت میں مکمل یکسانیت پائی جاتی ہے، جو اس بات کی دلیل ہے کہ تمام انبیاء کا پیغام ایک ہی تھا۔اس دعوت کا مرکزی نکتہ خالص توحید ہے، یعنی عبادت، اطاعت اور بندگی صرف اللہ کے لیے ہو۔انسان کو چاہیے کہ وہ اپنی امیدیں، دعائیں اور بھروسہ صرف اللہ ہی سے وابستہ کرے۔زندگی کے مشکل حالات میں بھی اصل سہارا صرف اللہ ہی ہے، نہ کہ ظاہری اسباب۔ہدایت، قانون سازی (حلال و حرام) اور زندگی کا نظام مقرر کرنے کا حق بھی صرف اللہ کو حاصل ہے۔تمام انبیاء نے اسی جامع تصورِ عبادت کے تحت اپنی قوموں کو دعوت دی۔اسی تسلسل کو نبی کریم ﷺ نے دوبارہ زندہ کیا، چاہے درمیان میں ہزاروں سال کا ہی فاصلہ کیوں نہ ہو۔

فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ؕ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ۖۚ مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ﴿٢٤﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ
جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿٢٥﴾ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ﴿٢٦﴾

قومِ نوح کے سرداروں کی حضرت نوحؑ کی مخالفت

- قوم کے سردار اور لیڈر ہمیشہ کی طرح حضرت نوحؑ کی دعوت کے سب سے بڑے مخالف بنے، کیونکہ وہ اپنے اقتدار کے لیے اسے خطرہ سمجھتے تھے۔ انہوں نے عوام کو بہکانے کے لیے سب سے پہلے نبی کی نیت اور صداقت پر حملہ کیا اور انہیں جھوٹا قرار دیا۔ یہ تاثر دیا کہ وہ نبوت کے دعوے کے ذریعے لوگوں پر اپنی برتری اور حکمرانی قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے ساتھ انہوں نے یہ دلیل بھی دی کہ اگر اللہ کو رسول بھیجنا ہوتا تو فرشتوں کو بھیجتا، کسی انسان کو نہیں
- انہوں نے نبوت کی ضرورت ہی کا انکار کرتے ہوئے کہا کہ ہم خود اپنی رہنمائی کے لیے کافی ہیں۔ مزید یہ کہ انہوں نے اس دعوت کو آباء و اجداد کی روایات کے خلاف قرار دے کر بدعت اور گمراہی کہا۔ اس طرح وہ مختلف شبہات اور پروپیگنڈے کے ذریعے عوام کو حق قبول کرنے سے روکنے کی کوشش کرتے رہے۔
- قوم کے لیڈروں نے حضرت نوحؑ پر یہ الزام لگایا کہ انہیں کوئی وحی نہیں آتی بلکہ یہ ان کا ذہنی خلل اور وسوسہ ہے۔ انہوں نے عوام کو کہا کہ اس کی باتوں اور عذاب کی دھمکیوں سے متاثر نہ ہوں، یہ سب بے بنیاد ہے
- اسی طرح قریش نے بھی نبی کریم ﷺ کو شاعر قرار دے کر ان کی دعوت کو وقتی اور خیالی کہا۔ حقیقت میں لیڈر اس لیے ایسا پروپیگنڈا کرتے ہیں کیونکہ انہیں خوف ہوتا ہے کہ لوگ اس ہستی کو اپنا رہنما نہ مان لیں
- قوم کے مسلسل طویل انکار اور قتل کی سازشوں کے بعد حضرت نوحؑ نے اللہ سے مدد کی دعا کی کہ میرے رب میری دعوت و تبلیغ ان سے امر حق کو منوا نہ سکی۔ میں بے بس ہوں، تو ہی میرا سہارا ہے، اب تو ہی ان پر امر حق کو ظاہر کر دے۔ اس دعا کے بعد اللہ نے عذاب کے ظہور کی پہلی نشانی کے طور پر کشتی بنانے کا حکم دیا، جو مددِ الٰہی کی علامت تھا۔

فَاَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡهِ اَنِ اصۡنَعِ الۡـفُلۡكَ بِاَعۡيُنِنَا وَوَحۡيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمۡرُنَا وَفَارَ التَّنُّوۡرُ‌ ۙ فَاسۡلُكۡ فِيۡهَا مِنۡ كُلٍّ زَوۡجَيۡنِ اثۡنَيۡنِ وَاَهۡلَكَ اِلَّا مَنۡ سَبَقَ عَلَيۡهِ الۡقَوۡلُ مِنۡهُمۡ‌ ۚ

فَاَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡهِ - تو ہم نے وحی کی اس کی طرف

اَوۡحٰی یُوۡحِیۡ ، اِیۡحَآءٌ : وحی کرنا (IV)

اَنِ اصۡنَعِ الۡـفُلۡكَ بِاَعۡيُنِنَا - کہ تو بنا کشتی ہماری آنکھوں کے سامنے

صَنَعَ : بنانا (کسی چیز کو مہارت سے)

فُلۡک : (بڑی) کشتی

فُلۡک : (بڑی) کشتی

أَعْيُنِن: عَيْنٌ کی جمع (آنکھیں)

مطلب کامل نگرانی، حفاظت اور توجہ

وَوَحۡيِنَا - اور ہماری وحی کے مطابق

فَاِذَا جَآءَ اَمۡرُنَا - پھر جب آ جائے ہمارا حکم

جَاءَ یَجِيءُ ، مَجِيءٌ : آنا، پہنچنا

وَفَارَ التَّنُّوۡرُ - اور ابل پڑے تنور

(ف و ر) فَارَ یَفُورُ ، فَوْراً : ابلنا، جوش مارنا

اردو میں: فوری، فوراً، فور

فَاسۡلُكۡ فِيۡهَا مِنۡ كُلٍّ - تو داخل کر اس میں ہر ایک میں سے

سَلَكَ یَسْلُكُ ، سَلْكًا و سُلوكًا : داخل کرنا، گذارنا، چلنا

زَوۡجَيۡنِ اثۡنَيۡنِ وَاَهۡلَكَ - دو جوڑوں کو اور اپنے گھر والوں کو

زَوْجَيْن: جوڑا

اثْنَيْن: دو

اِلَّا مَنۡ سَبَقَ - سوائے اس کے پہلے ہو چکا

سَبَقَ یَسْبِقُ ، سَبْقاً : آگے نکلنا، سبقت لے جانا، پہلے / مقدم ہونا

عَلَيۡهِ الۡقَوۡلُ مِنۡهُمۡ - جس کے خلاف فیصلہ ان میں سے

عَلَی: کے اصلی معنی تو "اوپر / غلبہ" کے ہوتے ہیں، اس سے یہ لفظ خلاف اور مقابل کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے

وَلَا تُخَاطِبۡنِیۡ فِی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا ۚ اِنَّہُمۡ مُّغۡرَقُوۡنَ ﴿۲۷﴾ فَاِذَا اسۡتَوَیۡتَ اَنۡتَ وَ مَنۡ مَّعَکَ عَلَی الۡفُلۡکِ فَقُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ نَجّٰىنَا مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۲۸﴾

وَلَا تُخَاطِبۡنِیۡ - اور نہ بات کریں مجھ سے (خ ط ب) خَاطَبَ يُخَاطِبُ ، خِطَابًا و مُخَاطَبَةً : مخاطب کرنا، گفتگو کرنا (III)

فِی الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا - (ان لوگوں کے بارے) میں جنہوں نے ظلم کیا

اِنَّہُمۡ مُّغۡرَقُوۡنَ - بیشک وہ غرق کیے جانے والے ہیں أَغْرَقَ يُغْرِقُ ، إغراقًا : ڈبونا، غرق کرنا (IV) مُغرَق : غرق کیا ہوا

فَاِذَا اسۡتَوَیۡتَ - پھر جب بیٹھ جاؤ تم اِسْتَوٰى يَسْتَوِىْ ، اِسْتِوَآءٌ : چڑھنا، بیٹھ جانا (VIII)

اَنۡتَ وَ مَنۡ مَّعَکَ - تم اور جو تمہارے ساتھ ہیں

عَلَی الۡفُلۡکِ - کشتی پر فُلْك : کشتی (بڑی کشتی -بحری جہاز) – یہ لفظ واحد اور جمع دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے

فَقُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰہِ - تو کہو، سب تعریف اللہ کے لیے ہے

الَّذِیۡ نَجّٰىنَا - جس نے نجات دی (ن ج و) نَجّٰى يُنَجِّىْ ، تَنْجِيَةٌ : نجات دینا (II)

اردو میں: نجات، ناجی، مناجات، استنجاء

مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ - ہمیں ظالم قوم سے

وَ قُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ مُنْزَلًا مُّبٰرَکًا وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ ﴿۲۹﴾

وَ قُلْ رَّبِّ اَنْزِلْنِیْ - اور کہیں ! اے میرے رب مجھے اتار

اَنْزَلَ یُنْزِلُ ، اِنْزَالًا : اتارنا (IV)

مُنْزَلًا مُّبٰرَکًا - ایک بابرکت اتارنے کی جگہ میں

مُنْزَل : جو اتارا گیا ہو / جہاں اتارا جائے / منزل (اسم مفعول)

وَّ اَنْتَ خَیْرُ الْمُنْزِلِیْنَ - اور تو سب اتارنے والوں سے بہتر ہے۔

مُنْزِل : اتارنے والا / نازل کرنے والا (اسم فاعل)

فَاَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡهِ اَنِ اصۡنَعِ الۡفُلۡكَ بِاَعۡيُنِنَا وَوَحۡيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمۡرُنَا وَفَارَ التَّنُّوۡرُ ۙ فَاسۡلُكۡ فِيۡهَا مِنۡ كُلٍّ زَوۡجَيۡنِ اثۡنَيۡنِ وَاَهۡلَكَ اِلَّا مَنۡ سَبَقَ
عَلَيۡهِ الۡقَوۡلُ مِنۡهُمۡ‌ ۚ وَلَا تُخَاطِبۡنِىۡ فِى الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا‌ ۚ اِنَّهُمۡ مُّغۡرَقُوۡنَ ﴿٢٧﴾ فَاِذَا اسۡتَوَيۡتَ اَنۡتَ وَمَنۡ مَّعَكَ عَلَى الۡفُلۡكِ فَقُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ
نَجّٰٮنَا مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ﴿٢٨﴾ وَقُلْ رَّبِّ اَنۡزِلۡنِىۡ مُنۡزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنۡتَ خَيۡرُ الۡمُنۡزِلِيۡنَ ﴿٢٩﴾

ہم نے اس پر وحی کی کہ "ہماری نگرانی میں اور ہماری وحی کے مطابق کشتی تیار کر پھر جب ہمارا حکم آ جائے اور تنور ابل پڑے تو ہر قسم کے جانوروں میں سے ایک ایک جوڑا لے کر اس میں سوار ہو جا، اور اپنے اہل و عیال کو بھی ساتھ لے سوائے اُن کے جن کے خلاف پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے، اور ظالموں کے معاملہ میں مجھ سے کچھ نہ کہنا، یہ اب غرق ہونے والے ہیں، ہم نے اس پر وحی کی کہ "ہماری نگرانی میں اور ہماری وحی کے مطابق کشتی تیار کر پھر جب ہمارا حکم آ جائے اور تنور ابل پڑے تو ہر قسم کے جانوروں میں سے ایک ایک جوڑا لے کر اس میں سوار ہو جا، اور اپنے اہل و عیال کو بھی ساتھ لے سوائے اُن کے جن کے خلاف پہلے ہی فیصلہ ہو چکا ہے، اور ظالموں کے معاملہ میں مجھ سے کچھ نہ کہنا، یہ اب غرق ہونے والے ہیں، اور کہہ، پروردگار، مجھ کو برکت والی جگہ اتار اور تو بہترین جگہ دینے والا ہے

Thereupon We revealed to him, saying: "Build the Ark under Our eyes and according to Our revelation. And when Our command comes to pass and the oven boils over, take on board a pair each from every species, and also take your household except those of them against whom sentence has already been passed and do not plead to Me on behalf of the wrong-doers. They are doomed to be drowned. And then when you and those accompanying you are firmly seated in the Ark, say: "Thanks be to Allah Who has delivered us from the wrong-doing people." And say: "My Lord! Make my landing a blessed landing, for You are the Best of those Who can cause people to land in safety

فَاَوۡحَيۡنَاۤ اِلَيۡهِ اَنِ اصۡنَعِ الۡفُلۡكَ بِاَعۡيُنِنَا وَوَحۡيِنَا فَاِذَا جَآءَ اَمۡرُنَا وَفَارَ التَّنُّوۡرُ‌ ۙ فَاسۡلُكۡ فِيۡهَا مِنۡ كُلٍّ زَوۡجَيۡنِ اثۡنَيۡنِ وَاَهۡلَكَ اِلَّا مَنۡ سَبَقَ عَلَيۡهِ الۡقَوۡلُ مِنۡهُمۡ‌ ۚ وَلَا تُخَاطِبۡنِىۡ فِى الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا‌ ۚ اِنَّهُمۡ مُّغۡرَقُوۡنَ ﴿۲۷﴾

بعض اجمالات کی وضاحت: حضرت نوح (علیہ السلام) کی پوری سرگزشت سورۃ ہود میں تفصیل سے گزر چکی ہے (آیات 36 تا 49 میں) — یہاں پر بعض اجمال کی تفصیل ہے۔

- **عذابِ الٰہی کا قطعی فیصلہ** - اللہ تعالیٰ نے واضح طور پر فیصلہ فرما دیا کہ قومِ نوح پر پانی کے عظیم سیلاب کی صورت میں عذاب نازل ہوگا، اور یہ فیصلہ کسی تاخیر یا تبدیلی کے بغیر نافذ ہونے والا تھا۔
- **کشتی بنانے کا حکم** - حضرت نوحؑ کو وحی کے ذریعے کشتی کی تیاری کی تفصیلی ہدایات دی گئیں (جیسا کہ تورات سے بھی اشارہ ملتا ہے)، تاکہ نجات کا یہ ذریعہ پوری حکمت، ترتیب اور الٰہی منصوبے کے ساتھ مہیا ہو۔
- **الٰہی نگرانی اور تحفظ کی یقین دہانی** - اس کے ساتھ ساتھ آپ کو یہ تسلی بھی دی گئی کہ آپ اللہ کی نگاہوں کے سامنے ہیں، اس لیے مخالفین کی کوئی چال، مذاق یا تخریبی کوشش آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکے گی۔
- **قوم کی تمسخرانہ مخالفت اور صبر کی تلقین**— یہ پیشگی آگاہی بھی دی گئی کہ قوم کے اشرار کشتی بنانے پر آپ کی ہنسی اڑائیں گے اور اسے بے معنی سمجھیں گے، لیکن آپ صبر، استقامت اور یکسوئی کے ساتھ اپنا مشن جاری رکھیں۔
- **عذاب کی نشانی: تنور کا ابلنا:** طوفان کے آغاز کی علامت "تنور کا ابلنا" بیان کی گئی، اور قرینِ قیاس یہی ہے کہ اس سے حقیقی تنور مراد ہے، جو اللہ کی قدرت کا غیر معمولی مظہر ہوگا اور عذاب کے شروع ہونے کا واضح اشارہ دے گا۔
- **فوری اقدام اور تیاری کی تکمیل** - جیسے ہی یہ نشانی ظاہر ہو، فوراً کشتی میں سوار ہونے اور باقی تیاریوں کو مکمل کرنے کا حکم دیا گیا، تاکہ کسی تاخیر سے نقصان نہ ہو۔

فَاسْلُكْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ مِنْهُمْ ۚ وَلَا تُخَاطِبْنِيْ فِي الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿٢٧﴾

- **مخلوقات کے جوڑے اور نظامِ حیات کا تسلسل**۔ ضروری جانوروں کے نر و مادہ جوڑے کشتی میں رکھے جائیں، تاکہ عذاب کے بعد زمین پر زندگی اور معاشی نظام کا تسلسل برقرار رہ سکے۔
- **اہلِ ایمان کی نجات**۔ حضرت نوحؑ کے ساتھ صرف وہی لوگ کشتی میں سوار ہوں گے جو ایمان لا چکے ہوں، چاہے ان کی تعداد کم ہی کیوں نہ ہو۔
- **اہلِ خانہ میں ایمان کی بنیادی شرط**۔ اہلِ خانہ کے بارے میں واضح کر دیا گیا کہ نسبی تعلق کافی نہیں، بلکہ نجات کے لیے ایمان شرط ہے؛ جو ایمان نہیں لائے وہ عذاب سے نہیں بچ سکیں گے۔

یہ نکتہ قرآن کے بنیادی اصول کو واضح کرتا ہے کہ اللہ کے ہاں نجات کا معیار نسب، خاندان یا تعلق نہیں بلکہ ایمان اور عمل ہے۔ حضرت نوحؑ کے اپنے بیٹے کی مثال اس حقیقت کو نمایاں کرتی ہے کہ پیغمبر کا قریبی رشتہ بھی ایمان کے بغیر فائدہ نہیں دیتا

یہ ہماری بالعموم اس غلط فہمی کو بھی دور کر دیتا ہے کہ خاندانی وابستگی، روحانی نسبت یا کسی بڑے شخص سے تعلق خود بخود نجات کا سبب بن جائے گا۔ قرآن یہاں ایک سخت مگر حقیقت پسندانہ معیار قائم کرتا ہے: ذاتی ذمہ داری کا - ہر شخص اپنے ایمان اور عمل کے لحاظ سے خود جواب دہ ہے۔

- **مجرموں کے لیے دعا اور سفارش سے ممانعت**۔ حضرت نوحؑ کو تاکید کی گئی کہ عذاب کے وقت کافروں کے لیے کوئی دعا یا سفارش نہ کریں، کیونکہ وہ مسلسل سرکشی، شرک اور تمرد کے باعث ہر قسم کی رعایت سے محروم ہو چکے ہیں اور ان کی ہلاکت کا فیصلہ قطعی ہو چکا ہے۔۔

فَاِذَا اسۡتَوَيۡتَ اَنۡتَ وَمَنۡ مَّعَكَ عَلَى الۡفُلۡكِ فَقُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ نَجّٰنَا مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ ۝۲۸ وَقُلۡ رَّبِّ اَنۡزِلۡنِىۡ مُنۡزَلًا مُّبٰرَكًا وَّاَنۡتَ خَيۡرُ الۡمُنۡزِلِيۡنَ ۝۲۹

اہل ایمان کی نجات، ہجرت اور فوز و فلاح کی الٰہی بشارت

- حضرت نوحؑ اور ان کے ساتھ ایمان لانے والے وہ ثابت قدم لوگ تھے جنھوں نے طویل عرصہ تک ظلم، مخالفت اور اذیتیں برداشت کرنے کے باوجود حق کا ساتھ نہیں چھوڑا.
- جب وہ کشتی میں سوار ہوئے تو یہ درحقیقت ایک ہجرت تھی (جس طرح کی ہجرت دوسرے رسولوں کو کرنی پڑی) باطل ماحول سے نکل کر اللہ کی پناہ میں آنا۔
- اس ہجرت کی مناسبت سے آپ علیہ السلام اور اہل ایمان کو دعا تلقین کی گئی کہ سوار ہو چکنے کے بعد یہ دعا کریں کہ اُس اللہ کے لیے شکر ہے جس نے ظالموں سے ہمیں نجات دی اور ساتھ ہی یہ دعا بھی کریں کہ اے رب تو ہمیں جہاں اتارے خیر و برکت اور اپنے فضل ورحمت کے ساتھ اتار۔
- ہجرت کے وقت اسی مضمون کی دعائیں دوسرے انبیاء سے بھی منقول ہیں۔ ہمارے حضور نے بھی ہجرت کے وقت اسی طرح کی دعا فرمائی تھی۔ (وَقُل رَّبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلْطَانًا نَّصِيرًا)
- یہ دعا صرف الفاظ نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے مستقبل کی کامیابی اور فلاح کی بشارت بھی ہے۔ اس میں یہ یقین دلایا گیا کہ اللہ اپنے بندوں کو ناپاک ماحول سے نکال کر بہتر حالات عطا کرتا ہے۔ اگرچہ اہلِ ایمان کی تعداد کم تھی، مگر اللہ کی قدرت سے یہی لوگ آئندہ دنیا کی تعمیر و آبادکاری کا ذریعہ بنیں گے۔

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ وَّ اِنۡ کُنَّا لَمُبۡتَلِیۡنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اَنۡشَاۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ قَرۡنًا اٰخَرِیۡنَ ﴿ۚ۳۱﴾ فَاَرۡسَلۡنَا فِیۡہِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۳۲﴾

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ - بیشک اس میں یقیناً نشانیاں ہیں

وَّ اِنۡ کُنَّا لَمُبۡتَلِیۡنَ - اور بلاشبہ ہم ہیں یقیناً آزمانے والے۔

اِبۡتِلَآءٌ : مصدر سے اسم فاعل جمع (آزمانے والے)

ثُمَّ اَنۡشَاۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِہِمۡ - پھر ہم نے پیدا کیے انکے بعد

اَنۡشَاَ یُنۡشِئُ ، اِنۡشَآءٌ : پیدا کرنا (IV)

قَرۡنًا اٰخَرِیۡنَ - دوسرے لوگ

قَرۡن : زمانہ، نسل، قوم، دور، ایک دور کے لوگ، صدی

فَاَرۡسَلۡنَا فِیۡہِمۡ - پھر ہم نے بھیجا ان میں

اَرۡسَلَ یُرۡسِلُ ، اِرۡسَالًا : بھیجنا (IV)

رَسُوۡلًا مِّنۡہُمۡ - ایک رسول انہی میں سے

اَنِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ - یہ کہ تم عبادت کرو اللہ کی

مَا لَکُمۡ - نہیں ہے تمہارے لیے

مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ - کوئی معبود اس کے سوا

اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ - تو کیا تم ڈرتے نہیں ہو۔

اِنَّ فِیۡ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ وَّ اِنۡ كُنَّا لَمُبۡتَلِیۡنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اَنۡشَاۡنَا مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ قَرۡنًا اٰخَرِیۡنَ ۚ﴿۳۱﴾ فَاَرۡسَلۡنَا فِیۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ اَنِ
اعۡبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمۡ مِّنۡ اِلٰهٍ غَیۡرُهٗ ؕ اَفَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۳۲﴾

اِس قصے میں بڑی نشانیاں ہیں اور آزمائش تو ہم کرکے ہی رہتے ہیں ان کے بعد ہم نے ایک دوسرے دَور کی قوم اٹھائی پھر اُن میں خود انہی کی قوم کا ایک رسول بھیجا (جس نے انہیں دعوت دی) کہ اللہ کی بندگی کرو، تمہارے لیے اُس کے سوا کوئی اور معبود نہیں ہے، کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟

There are great Signs in this story; and surely We do put people to test.
hen, after them, We brought forth another generation;
and We sent among them a Messenger from among themselves, saying: "Serve Allah; you have no god other than He. Do you have no fear?"

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ وَإِن كُنَّا لَمُبْتَلِينَ ﴿٣٠﴾ ثُمَّ أَنشَأْنَا مِن بَعْدِهِمْ قَرْنًا آخَرِينَ ﴿٣١﴾ فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ﴿٣٢﴾

سرگزشت میں مضمر نشانیاں

- قرآن کریم قصہ گوئی کی کتاب نہیں وہ محض قصہ گوئی کے لیے کسی سرگزشت کو بیان نہیں کرتا بلکہ اس کے پیش نظر چند حقائق کی طرف توجہ دلانا ہوتا ہے

- اس واقعہ میں اللہ کی ربوبیت، ہدایت اور نظامِ رسالت کی نشانیاں ہیں - وہ انسان کو پیدا کرکے چھوڑ نہیں دیتا بلکہ رہنمائی بھی دیتا ہے۔رسولوں کی تکذیب کرنے والوں کو مہلت تو ملتی ہے، مگر اتمامِ حجت کے بعد عذاب یقینی ہو جاتا ہے۔اقتدار بھی دراصل امتحان ہے؛ حق والوں کے لیے یہ قصہ امید اور باطل والوں کے لیے انجامِ بد کی تنبیہ ہے۔

- **عاد و ثمود کی طرف اشارہ** - قَرْنًا اٰخَرِيْنَ سے مراد مفسرین نے عاد اور ثمود لیے ہیں کیونکہ سورۃ اعراف سے معلوم ہوتا ہے کہ قوم نوح کے بعد قوم عاد آئی ہے اور اس کے بعد قوم ثمود، اور ان قوموں کو بھی اللہ تعالیٰ نے اسی طرح آزمائش میں ڈالا جس طرح قوم نوح کو ڈالا گیا تھا۔

- **قوم نوح کے بعد دیگر قوموں کی طرف رسولوں کی بعثت**: آیت 32 میں ان رسولوں کی طرف اشارہ ہے جو عاد و ثمود کی طرف بھیجے گئے۔ یعنی حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام - انھوں نے اپنی قوموں کے سامنے وہی دعوت پیش کی جو نوح (علیہ السلام) اپنی قوم کے سامنے پیش کرچکے تھے، یعنی ایک اللہ کی عبادت۔

- حیرت انگیز بات یہ ہے کہ زمانوں کے فاصلے اور باہمی عدمِ رابطے کے باوجود سب کی دعوت ایک جیسی رہی۔ یہ اس حقیقت کی واضح دلیل ہے کہ تمام انبیاء کا پیغام ایک ہی الٰہی سرچشمے سے نکلا ہے۔اور یہی مسلسل ہدایت نبی کریم ﷺ کے ذریعے قریش تک پہنچ رہی تھی۔

اضافی مواد

Reference Material

سورۃ ہود (آیات 36 تا 49 میں) قصہ نوح علیہ السلام تفصیل سے آیا ہے - سورۃ ہود (پارٹ 5) کے ساتھ دیا گیا
دیا گیا قصہ نوح علیہ السلام پر تفصیلی ضمیمہ مکرر دیا جارہا ہے استفادۂ عام کے لیے

قصہ نوح علیہ السلام

- نوح علیہ السلام کا قصہ قرآنِ مجید میں کئی مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔
- قرآن مجید کی کل ۲۹ سورتوں میں، حضرت نوح علیہ السلام کا نام ۴۳ مرتبہ آیا ہے اور ایک سورت کا نام بھی آپ کے نام پر
- حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ ایمان، دعوت، مصیبتوں پر بے پناہ صبر، استقامت اور عظیمت کی ایک عظیم داستان ہے
- حضرت نوح علیہ السلام اولوالعزم پیغمبروں میں سے ہیں، قرآن مجید میں حضرت نوح علیہ السلام کو پہلے صاحب شریعت اور صاجب کتاب پیغمبر کے عنوان سے یاد کیا گیا ہے، آپ پہلے پیغمبر ہیں جن کی نبوت کے زمانے میں دعوتِ حق جھٹلانے والوں پر عذاب نازل ہوا۔
- اسلامی روایات میں حضرت نوح علیہ السلام کو حضرت آدمؑ، شیثؑ اور ادریسؑ کے بعد چوتھا پیغمبر جانا جاتا ہے
- حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوحؑ کو چالیس برس کی عُمر میں نبوّت عطا فرمائی اور سورۃ العنکبوت (14) کے مطابق آپ نے اپنی قوم میں دعوت کا فریضہ 950 برس ادا کرتے رہے، قرآنی تصریح کے مطابق اُن کی عُمر نوسو پچاس برس سے متجاوز ہوئی۔
- حضرت نوح علیہ السلام کی قوم ایک مشرک قوم تھی اور " ود "، " سواع "، " یغوث "، " یعوق " اور " نسر " نامی مختلف بتوں کی پوجا کرتے تھے (وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا (71/23)۔ اور کہتے رہے کہ تم اپنے معبودوں کو مت چھوڑنا اور وَدّ اور سُواع اور یَغُوث اور یَعُوق اور نسر (نامی بتوں) کو (بھی) ہر گز نہ چھوڑنا)

قصہ نوح علیہ السلام

- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ یہ (وَد، سُواع، یغوث، یعوق، نسر) حضرت نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک آدمیوں کے نام ہیں، جب وہ وفات پا گئے تو شیطان نے ان کے دلوں میں یہ بات ڈالی کہ جن جگہوں پر وہ اللہ والے بیٹھا کرتے تھے وہاں ان کے مجسمے بنا کر رکھ دو اور ان بتوں کے نام بھی ان نیک لوگوں کے نام پر ہی رکھ دو۔ لوگوں نے عقیدت کے طور پر ایسا کر دیا لیکن ان کی پوجا نہیں کرتے تھے، جب وہ لوگ دنیا سے چلے گئے اور علم بھی کم ہو گیا تو ان مجسموں کی پوجا ہونے لگ گئی۔ (بخاری، کتاب التفسیر)
- حضرت نوح علیہ السلام کی قوم اُس سرزمین میں رہتی تھی جس کو آج ہم عراق کے نام سے جانتے ہیں۔ [عراق میں صابیون (Sabians) کے نام سے ایک چھوٹا سا گروہ پایا جاتا ہے، جن کا ایک مستقل دین ہے... اُن کا یہ دعویٰ ہے کہ ہم حضرت نوح علیہ السلام کی کتاب، اور اُن کے دین پر عمل پیرا ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ ایک زمانے میں حضرت نوح علیہ السلام کی پوری کتاب ہمارے پاس موجود تھی، لیکن اِمتدادِ زمانہ کے سبب اَب وہ ناپید ہے... اُس کے مندرجات صرف چار پانچ سطروں میں ہمارے پاس موجود ہیں، جن میں اخلاق کی تعلیم دی گئی ہے۔ ”خطباتِ بہاولپور“ ڈاکٹر حمید اللہ مرحوم]
- حضرت نوح علیہ السلام کا قصہ محض قصہ گوئی کی خاطر بیان نہیں کیا گیا ہے، بلکہ اس کے بیان کرنے کا مقصد کفار مکہ کو متنبہ کرنا ہے کہ تم محمد ﷺ کے ساتھ وہی رویہ اختیار کر رہے ہو جو حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ ان کی قوم نے اختیار کیا تھا، اور اس رویے سے اگر تم باز نہ آئے تو تمہیں بھی وہی انجام دیکھنا پڑے گا جو ان لوگوں نے دیکھا

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ

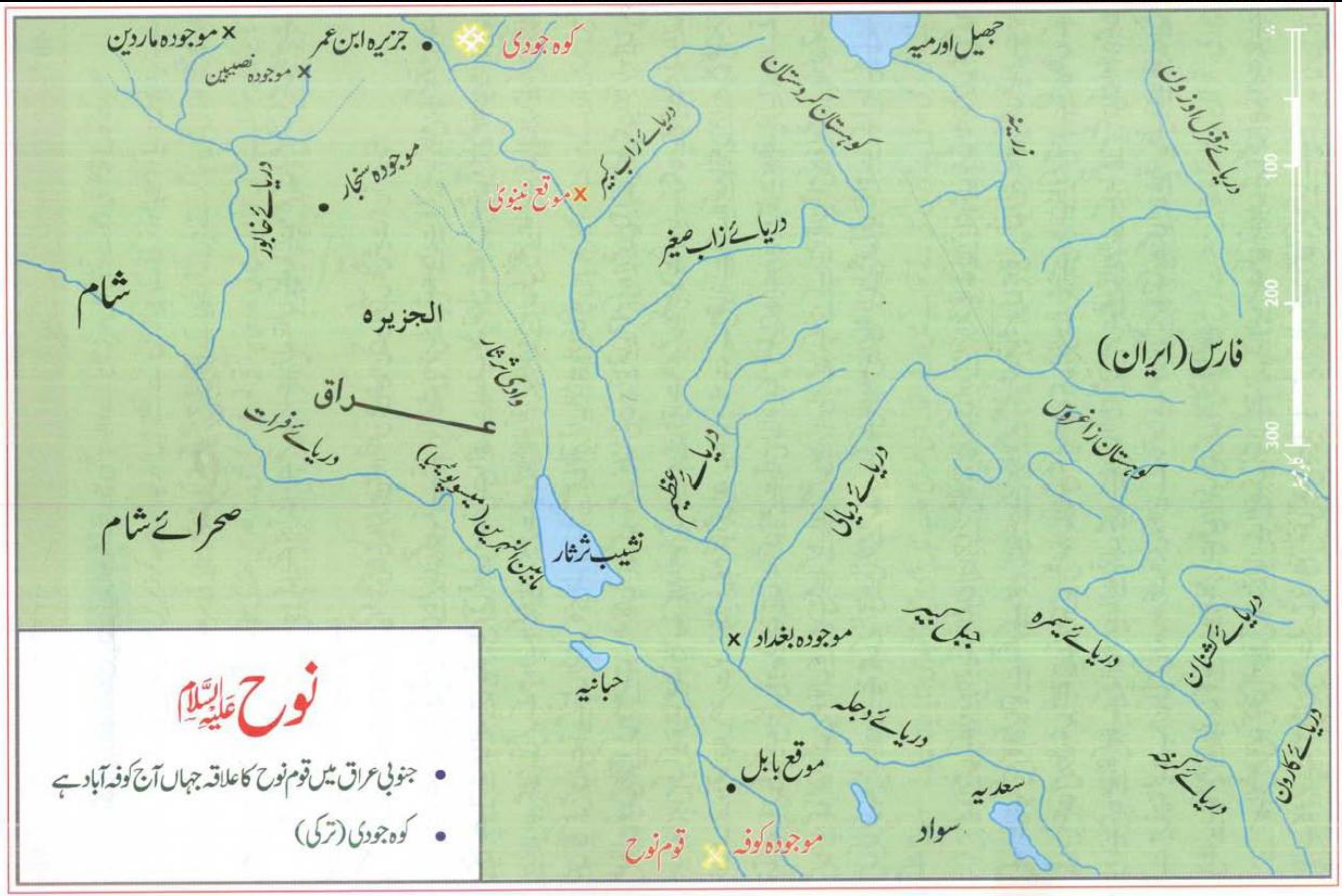

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ

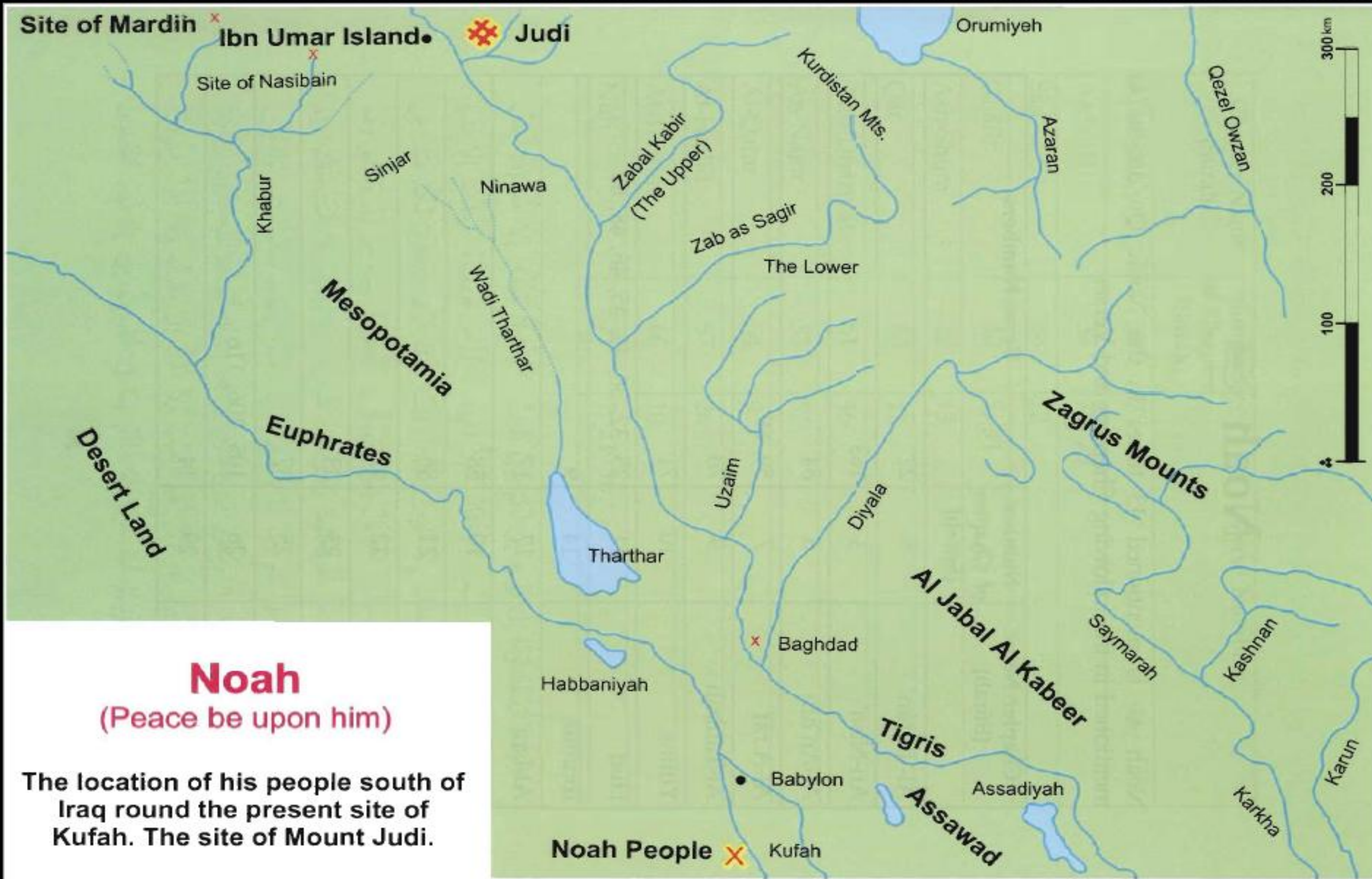

Noah
(Peace be upon him)

The location of his people south of Iraq round the present site of Kufah. The site of Mount Judi.

قوم نوحؑ کی خرابی

- قرآن مجید ہمیں بتاتا ہے کہ صرف اللہ کی بندگی کے جِس صالح نظامِ زندگی پر حضرت آدم علیہ السلام اپنی اولاد کو چھوڑ گئے تھے، اُس میں سب سے پہلا بگاڑ حضرت نوح علیہ السلام کے دَور میں رونما ہوا اور ان کی اصلاح کے لیے اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مامور فرمایا۔
- قرآنِ مجید کے دوسرے مقامات سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی قوم نہ تو اللہ کے وجود کی منکر تھی، نہ اس سے ناواقف تھی اور نہ اسے اللہ کی عبادت سے انکار تھا، بلکہ اصل گمراہی جس میں وہ مبتلا ہو گئی تھی، شرک کی گمراہی تھی
- اُنہوں نے اللہ کے ساتھ دوسری ہستیوں کو خدائی میں اور عبادت کے حق میں شریک بنالیا تھا۔ پھر اس بنیادی گمراہی سے بے شمار خرابیاں اس قوم میں پیدا ہو گئیں:
- شرک کے نتیجے میں انسان کے اندر سب سے پہلی خرابی **غیر ذمہ داری** کا پیدا ہونا ہے، جس کے سبب انسان یہ سمجھتا ہے کہ دنیاوی "ہستی" کا دامن پکڑا ہوا ہے، جس کا سہارا تھاما ہوا ہے... وہ دنیا میں بھی اُس کو مشکلات سے بچائے گا اور آخرت میں بھی وہی سفارش کریگا، اور اللہ تو ویسے بھی غفور ورحیم ہے...اس لیے گناہ، شرک اور بے راہ روی پر شیر اور دلیر ہو جاتا ہے
- **دوسری بڑی خرابی** یہ پیدا ہوتی ہے کہ ایک جھوٹے خدا کو ماننے سے سینکڑوں جھوٹے خداؤں کو ماننا پڑتا ہے، یہ جھوٹے خدا تمام مذہبی، سیاسی اور معاشی اقتدار کے مالک بن جاتے ہیں، ان جھوٹے خداؤں کی نمائندگی کے لیے ایک خاص (استحصالی) طبقہ پیدا ہو جاتا ہے (جس سے انسان اونچ نیچ، اور طبقات میں تقسیم ہو جاتے ہیں)۔اجتماعی زندگی میں ظلم و فساد بھر جاتا ہے
- **تیسری بڑی خرابی** یہ پیدا ہوتی ہے کہ اپنے دائرے میں ہر شخص خدائی کرنے لگتا ہے اس طرح جس کی لاٹھی اُس کی بھینس...اور قبضہ سچا دعویٰ جھوٹا کا اصول پوری سوسائٹی میں جاری ہو جاتا ہے، نتیجتاً پیدا ہونے والی کشمکش معاشرے کی تباہی کا سبب بنتی ہے

قصہ نوح علیہ السلام کی عالمگیریت

- نوح علیہ السلام (اور ان کے زمانے میں آنے والے طوفان)کا قصہ توحید ی مذاہب (monotheistic religions)کے علاوہ دنیا کے دیگر کئی مذاہب اور قوموں میں بیان کیا جاتا ہے۔ان میں
  - بابل کی تاریخوں، ہند کے رزمیوں، ویلز، اسکینڈی نیویا، لتھونیا، چین ، یونان ، بلاد ما بین النہرین (Mesopotamian) کہانیوں، قدیم مصری اقوام میں، جزائر انڈیمان کالا پانی شامل ہیں
  - قصہ نوحؑ / ایک عالمگیر طوفان یا اس سے قصے سے ملتی جلتی روایات یونان ، مصر، ہندوستان کی ہندو تہذیب اور چین کے علاوہ برما، ملایا، جزائر شرق الہند، آسٹریلیا، نیو گنی اور امریکہ کے اصل باشندوں میں بھی ایسی ہی روایات قدیم زمانہ سے چلی آ رہی ہیں۔
  - قدیم سمیری داستانوں میں مٹی کی تختیوں (Hieroglyph) پر جلج موس کا اور اس کے طوفان کا ذکر ہے اور اس بڑی کشتی کی تفصیل درج ہیں، قدیم کسدی(Chaldeans) روایات میں میں بھی اس طوفان اور اس میں بچ جانے والوں کا ذکر ہے، اس طرح قدیم پاک و ہند میں ہنود روایات ملتی ہیں۔ مہا بھارت میں طوفان کے ہیرو رشی منو کا ذکر ہے۔ اور طوفان اور کشتی کا بھی
- دنیا کے مختلف خطوں کی انسانی آبادیوں میں طویل زمانے سے کم و بیش ایک جیسے قصے کے پائے جانے کی ممکنہ طور پر تین وجوہات ہو سکتی ہیں

قصہ نوح علیہ السلام کی عالمگیریت

1. یہ قصہ اُس عہد سے تعلق رکھتا ہے جبکہ پوری نسلِ آدم کسی ایک ہی خطہ زمین میں رہتی تھی اور پھر وہاں سے نکل کر دنیا کے مختلف حصوں میں پھیلی۔ اسی وجہ سے تمام قومیں اپنی ابتدائی تاریخ میں ایک ہمہ گیر طوفان کی نشان دہی کرتی ہیں، اگرچہ مرورِ ایام سے اس کی حقیقی تفصیلات انھوں نے فراموش کر دیں اور اصل واقعہ پر ہر ایک نے اپنے اپنے تخیل کے مطابق افسانوں کا ایک بھاری خول چڑھا دیا۔
2. جو لوگ پڑھنا لکھنا جانتے تھے انھوں نے اس واقعہ کی تفصیل لکھ ڈالی
3. اللہ نے جو آسمانی کتابیں نازل فرمائیں ان میں اس واقعہ کا اسی طرح ذکر کیا گیا جس طرح کہ قرآن مجید میں ذکر کیا گیا

- بنی اسرائیل میں اس واقعہ کا چرچا زیادہ اس لیے رہا کہ وہ ان لوگوں میں سے ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار کروایا تھا جیسا کہ سورہ بنی اسرائیل کی آیت نمبر ۳ (ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ) سے ظاہر ہے
- امتدادِ زمانہ کے ساتھ ساتھ یہ واقعہ مسخ ہوتا گیا اور مختلف علاقوں میں مختلف داستانوں کی شکل اختیار کرتا گیا۔ لیکن چار باتیں مختلف شکلوں ہی میں سہی لیکن مشترک رہیں۔

I. طوفان سے بچنے کے لیے ایک بڑی سی کشتی کا استعمال کیا گیا۔ کشتی کی تفصیلات مختلف داستانوں میں مختلف رہیں۔
II. کشتی میں ایک بزرگ شخصیت اور ان کی بیوی سوار تھے۔ ان کے نام مختلف داستانوں میں مختلف ہیں
III. کشتی میں انسانوں کے علاوہ دوسرے جاندار بھی سوار کروائے گئے جن کی تفصیل مختلف ملتی ہیں
IV. کشتی طوفان کے اختتام پر ایک پہاڑ کی چوٹی پر جا ٹھہری۔ پہاڑ کی چوٹی کا نام مختلف داستانوں میں مختلف ہے

طوفان نوح کا زمانہ

- طوفان نوح کے زمانے کے حوالے سے بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں اور ان غلط فہمیوں کی بنیادی وجہ آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام اور نوح علیہ السلام سے ابراہیم علیہ السلام کے سلسلہ نسب کا تعین ہے
- بائبل (عہد نامہ عتیق) کے حوالے سے ڈاکٹر موریس بکائی (Maurice Bucaille) نے تاریخوں، سلسلۂ انساب وغیرہ کا ایک چارٹ پیش کیا ہے، اس چارٹ کے مطابق:
  - ← نوح علیہ السلام، آدم علیہ السلام کی پیدائش کے ۱۰۵۶ویں سال پیدا ہوئے
  - ← بائبل ہی کے مطابق جب نوح علیہ السلام کی عمر ۶۰۰ سال کی ہوئی تو طوفان کا واقعہ پیش آیا
  - ← نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش میں (۸۹۲) سال کا فرق ہے
  - ← چونکہ طوفان کے وقت نوح کی عمر ۶۰۰ سال تھی اس لیے ابراہیمؑ کی پیدائش طوفان کے (۲۹۲) سال بعد ہوئی ۔اور ۱۸۵۰ قبل مسیح کو ابراہیمؑ کا دور بتایا جاتا ہے
  - ← اس حساب سے (۲۹۲+۱۸۵۰=۲۱۴۲) قبل مسیح میں طوفان کا وقوع ہونا چاہیے
  - ← اس طرح نوح علیہ السلام کا سنِ پیدائش اندازاً ۳۱۹۸ قبل مسیح بنتا ہے۔ اگر اس میں ۲۰۲۳ عیسوی سال ملا دیئے جائیں تو زمین پر انسان کی عمر صرف ۵۲۲۱ سال بنتی ہے

اس پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو بڑی شان سے پیدا کرنے کا اہتمام اس لیے فرمایا کہ اُس زمین پر انسان کو صرف ۵-۶ ہزار سال رہنے بسنے دے؟ بائبل میں ان تاریخوں کے تعین سے یہ بات بھی محال نظر آتی ہے کہ حضرت نوحؑ کے بعد ۵-۶ ہزار سال میں تقریباً ایک لاکھ ۲۴ ہزار انبیاء و رسل مبعوث ہوئے، ڈاکٹر موریس بکائی کا استدلال ہے کہ یہ واقعہ کسی بھی طرح بائبل کے حساب سے اکیسویں صدی ق م میں پیش آ ہی نہیں سکتا بلکہ اس کو پیش طویل زمانے گذرے ہیں

نوح علیہ السلام کی دعوتِ اللہ

- اللہ کی طرف دعوت انبیاءِ علیہم السلام کا بنیادی فریضہ ہے، تمام انبیائے کرام علیہم السلام نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کو معبود برحق، وحدہٗ لاشریک ماننے کی دعوت دی (سورۃ الاعراف، الانعام، اور سورۃ ہود میں اس کا تفصیلی تذکرہ)
- نوح علیہ السلام نے بھی اپنی قوم کو یہی دعوت دی، لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا نُوۡحًا اِلٰی قَوۡمِہٖ فَقَالَ یٰقَوۡمِ اعۡبُدُوا اللّٰہَ مَا لَکُمۡ مِّنۡ اِلٰہٍ غَیۡرُہٗ ؕ اِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ، بیشک ہم نے نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف بھیجا سو انہوں نے کہا: اے میری قوم (کے لوگو!) تم اللہ کی عبادت کیا کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، یقیناً مجھے تمہارے اوپر ایک بڑے دن کے عذاب کا خوف ہے
- دعوت کے میدان میں نوح علیہ السلام ایک نمایاں مقام رکھتے ہیں اور آپ اس حوالے سے عظیمت کا مینار ہیں، قرآن مجید میں کسی نبی کی مدتِ تبلیغ کا صراحت سے ذکر نہیں کیا گیا لیکن نوح علیہ السلام کے ضمن میں یہ بات صراحت سے موجود ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو برس دعوت دی
- آپ علیہ السلام کی دعوت کے تین نکات تھے، (۱) عبادتِ رب: کفر و شرک چھوڑ دو، اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرو، (۲) استغفار: اللہ کی طرف پلٹ آؤ، تقویٰ کو اپنا شعار بنالو، جب تم متقی اور پرہیزگار بن جاؤ گے تو فسق و فجور، ظلم و ستم، لوٹ کھسوٹ، جھوٹ اور غیبت، خود غرضی اور حرص کی پالیدگیوں سے تمہارا دامن پاک ہو جائے گا، تم پر زمین اور آسمان سے نعمتوں کی بارش ہو گی (۳) اطاعتِ رسول: تم میری اطاعت کرو، تمہارے رب نے مجھے مرشد و رہنما بنا کر مبعوث فرمایا ہے میں تمہیں سیدھی راہ پر لے چلوں گا اور منزل مراد تک پہنچا دوں
- آپ نے اپنی قوم کو دن کو بھی دعوت دی اور رات کو بھی، اعلانیہ بھی دعوت دی اور چپکے چپکے بھی، اسلوب بدل بدل کے دعوت دی۔ مسلسل انکار، تکذیب، استہزاء، اور ظلم و ستم کے باوجود دعوت کے فریضے میں ایک ہزار سال میں بھی کوئی کمی نہ آئی

کیا طوفانِ نوح مقامی تھا یا پورے کرۂ ارضی پر؟

- علمائے اسلام کی آراء اس ضمن میں منقسم ہیں ، علمائے اسلام کی ایک جماعت کے علاوہ ، علمائے یہود و نصاریٰ ، بعض ماہرین علوم فلکیات ، طبقات الارض ، اور تاریخ طبیعیات کی یہ رائے ہے کہ یہ طوفان تمام کرہ ارضی پر نہیں آیا تھا۔ بلکہ صرف اسی خطہ میں محدود تھا جہاں حضرت نوح (علیہ السلام) کی قوم آباد تھی
- ان کے نزدیک اس زمانہ میں انسانی آبادی اسی خطے تک محدود تھی جہاں حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم آباد تھی ، ابھی حضرت آدم علیہ السلام) کی اولاد کا سلسلہ اس سے زیادہ وسیع نہ ہوا تھا جو کہ اس علاقہ میں آباد تھا ، لہٰذا وہی مستحق عذاب تھے اور ان ہی پر طوفان کا یہ عذاب بھیجا گیا ، باقی کرہ زمین کو اس سے کوئی علاقہ نہ تھا۔
- جب کہ دوسرے طبقۂ علما اور ماہرین کا خیال ہے کہ یہ طوفان پورے روئے زمین پر تھا اور اس کے حق میں یہ دلائل و شواہد ہیں :

← دنیا کے کم بیش تمام مذاہب اور تہذیبوں میں ایک عالمگیر سیلاب اور اس میں تھوڑے سے لوگوں کے بچ جانے کی کہانی ملتی ہے

← نوح علیہ السلام کی دعا " رَبِّ لَاتَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا اے میرے رب ! روئے زمین پر ان کافروں میں سے کسی کو زندہ نہ رہنے دے " میں لفظ "ارض" (زمین) کا استعمال مطلق طور پر آیا ہے

← ایک اور آیت میں اللہ نے زمین کو حکم دیا کہ اپنا پانی نگل لے "وَقِيلَ يَاأَرْضُ ابْلَعِي مَائَكِ ...اے زمین اپنا پانی نگل لے"

← کشتی میں جانوروں کو محفوظ کرنا اسی لیے ہو سکتا تھا کہ جب یہ طوفان عالمگیر ہو ، یہ تو نہیں ہو سکتا کہ پوری زمین کے جانور نوح علیہ السلام کے علاقے یعنی قدیم میسوپوٹیمیا اور موجودہ عراق میں تھے جن کو بچانے کے لیے انہیں کشتی پر سوار کیا گیا

کیا طوفانِ نوح مقامی تھا یا پورے کرۂ ارضی پر؟

- اگر یہ سیلاب مقامی تھا تو نوح علیہ السلام اور ان کے ماننے والے بجائے ایک کشتی پر سوار ہونے کے کسی محفوظ علاقے کی طرف ہجرت کر سکتے تھے جیسا کہ باقی انبیاء کو عذاب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی طرف سے علاقہ چھوڑ دینے کا حکم ہوتا تھا۔
- دنیا کے کئی علاقوں کے لوگوں میں ایک عالمی سیلاب کی کہانی ہزاروں سال سے نسل در نسل چلی آرہی ہے جو کہ ظاہر کر رہی ہے کہ یہ واقعہ حقیقت میں رونما ہوا تھا
- زمین کے کئی مقامات پر فوسل کی مجموعی اور کثیر تعداد میں موجودگی ان جانوروں کے ایک عالمی آفت میں اکٹھے ہلاک ہونے کی دلالت کر سکتی ہے۔
- سمندری جانوروں کے فوسل بلند ترین پہاڑوں کی چوٹیوں پر بھی پائے گئے ہیں جس کا واضح مطلب ایک عالمی سیلاب کے ذریعے ان جانوروں کا وہاں پہنچنا ہے۔

طوفانِ نوح کے متعلق دونوں قسم کی آراء موجود ہیں اور دونوں کے لیے دلائل بھی۔ قرآنِ مجید نے اس کو صراحتاً بیان نہیں کیا لہٰذا یہ کوئی عقیدے کا مسئلہ نہیں ہے

طوفانِ نوح کے بعد پھیلنے والی نسلِ انسانی کیا صرف نوحؑ کی ذریت ہے؟

- سورۃ الصافات کی آیت ۷۷ سے (وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ اور ہم اسی (نوحؑ) کی نسل کو باقی رکھا) سے زیادہ تر اہل علم استدلال کرتے ہیں کہ طوفانِ نوح کے بعد نسلِ انسانی صرف نوح علیہ السلام کے بیٹوں سے چلی
- در حقیقت اس بات کی قرآن مجید میں صاف الفاظ میں تصریح نہیں ہے کہ آپ کی صلبی اولاد سے ہی نسلِ انسانی آگے بڑھی، اس مفہوم کو اپنانے کے لیے لفظ ذُرِّيَّت کے لازمی طور پر معنی صلبی اولاد لینا ہوں گے جبکہ ذریت کے معنی میں وسعت ہے یعنی اس میں جسمانی اور ایمانی دونوں طرح کی ذرّیت (اولاد) شامل ہے ۔ اسکی تائید قرآن کریم میں دوسرے مقامات سے بھی ہوتی ہے
- سورۃ بنی اسرائیل میں بنی اسرائیل اور بعد کی دنیا کی آبادی کو ان لوگوں کی اولاد قرار دیا ہے جو حضرت نوح (علیہ السلام) کے ساتھ کشتی میں سوار ہوئے تھے۔ (ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ؕ تم اُن لوگوں کی اولاد ہو جنھیں ہم نے نوحؑ کے ساتھ کشتی پر سوار کیا تھا) اس مقام سے معلوم ہوتا ہے کہ طوفان کے بعد آئندہ جو نسل آگے چلی وہ آپ ہی کے اہل و اتباع سے چلی۔
- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : " سام تمام عربوں کا باپ ہے۔ حام تمام حبش (اہل افریقہ) کا باپ ہے اور یافث تمام اہل روم کا "۔ اس روایت سے یہ صراحت نہیں ہوتی کہ تمام انسانوں کی نسل نوحؑ کی ان تین بیٹوں سے چلی (کہ اس میں کئی دوسری قوموں مثلاً مشرقی ممالک ، انڈونیشیا، جاپان، چین اور برِاعظم امریکہ کے اصلی باشندوں کی کے جدِ امجد کا ذکر نہیں ہے)
- اس بات کا کوئی تجرباتی (empirical) ثبوت بھی نہیں ہے کہ دنیا کے تمام لوگ ایک خاندان سے آگے چلے جو ۶-۵ ہزار سال پہلے موجود تھا۔ پھر انسانوں میں موجود جنیاتی تنوع (Genetic Diversity) بھی یہ بات ماننے میں مانع ہے کہ دنیا کے سب انسان ایک خاندان سے اتنے مختصر عرصے میں آگے پھیلے۔

قرآن اور تورات میں قصہ نوح علیہ السلام کا تقابل

- قصہ نوح علیہ السلام قرآن مجید اور بائبل (عہد نامہ عتیق) دونوں میں بیان ہوا ہے
- قرآن میں اس قصے کے اجزاء ۲۹ سورتوں میں پھیلے ہوئے ہیں، توارت میں کتاب پیدائش (Genesis) باب ٦، ٧ اور ٨ میں
- بائبل میں کشتی کا سائز (لمبائی، چوڑائی اور اونچائی) کی تفصیلات دی گئی ہیں لیکن قرآن میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا (اور اس کی حکمت یہ کہ ان غیر ضروری تفصیلات سے قصے کا سبق اور نصائح پس پشت چلے جاتے ہیں
- بائبل میں طوفان شروع ہونے کی نشانی (تندور کے ابلنے) کا ذکر نہیں — لیکن بارش کے برسنے اور ۱۵۰ دن پانی مسلسل چڑھنے کا ذکر ہے جس میں کشتی کے سواروں کے سوا سب انسان، جانور، چوپائے اور تمام پہاڑ بھی ڈوب گئے
- بائبل میں حضرت نوح علیہ السلام کا شخصی خاکہ ویسا نہیں جیسا کہ ایک اولوالعزم رسول کا قرآن میں پیش کیا گیا ہے بلکہ ان کی مے نوشی کا ذکر بھی ہے اور اسے سب انسانوں کی طرح گناہ آلود فطرت کے ساتھ پیدا ہونے والا بتایا گیا اور راست باز انسان بھی
- بائبل (تورات) اس قصے کے سب اہم حصے نوح علیہ السلام اور اس کے بیٹے کے ڈوبنے کے وقت کے مکالمے سے خالی ہے لیکن قرآن کریم نے اس کو تفصیل سے بیان کیا ہے کیونکہ یہ مقام عبرت و نصیحت کے حوالے سے بہت اہم ہے

اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ نسب، رشتہ داری، دوستی اور رفاقت آسمانی مکاتب میں ہمیشہ ایمانی اور روحانی رشتوں کے تحت ہوتے ہیں اس مکتب میں نسبی و خاندانی رشتوں کا م ایمانی رشتوں کے مقابلے میں کوئی مفہوم نہیں (اسی اصول کے تحت سلمان فارسی جو نہ خاندان پیغمبر سے ہے نہ قریشی ہے، مکی بھی نہیں اور اصلا عرب بھی نہیں، وہ خاندان رسالت کا حصہ شمار ہوتا ہے (سَلْمَانَ مِنَّا أَهْلَ الْبَيْتِ سلمان ہم اہل بیت میں سے ہے) اور نوح جیسے پیغمبر کا حقیقی بیٹا باپ سے ایمانی رشتہ توڑنے کی وجہ سے اس طرح دھتکار دیا جاتا ہے اِنَّهٗ لَيۡسَ مِنۡ اَهۡلِكَ ، یہ تیرے اہل میں سے نہیں۔

نوح علیہ السلام اور قصہ نوحؑ سے متعلق وہ تفسیری روایات جو یقینی نہیں ہیں

- نوح علیہ السلام کا نام "عبد الغفار" یا "عبد الملک " یا "عبد الاعلی" تھا اور "نوح" کا لقب انہیں اس لیے دیا گیا ہے، کیونکہ وہ سالہا سال اپنے اوپر یا اپنی قوم پر نوحہ و گریہ کرتے رہے۔آپ کے والد کا نام "لمک" یا "لامک" تھا،آپ کی عمر ۲۵۰۰ سال تھی

(حضرت نوح علیہ السلام کا (اصلی) نام، باپ کا نام، شجرۂ نسب اور زمانے کی تفصیلات اسرائیلیات میں سے ہیں، جن کی تصدیق کسی دوسرے ذریعے سے نہیں کی جا سکتی)

- نوح علیہ السلام کے ساتھ کشتی میں سوار افراد میں سے کسی کی نسل آگے نہ بڑھی اور یوں صرف نوح علیہ السلام کی اولاد دنیا میں ہے

(اس نظریے کے حامل لوگوں نے سورۃ الصافات کی آیت ۷۷ سے (وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ هُمُ الْبَاقِينَ اور ہم اسی کی نسل کو باقی رکھا) سے استدلال کرتے ہیں لیکن زیادہ اصح یہ بات ہے کہ یہاں ذریت صلبی اولاد کے معنی میں نہیں بلکہ اہل کے معنی میں استعمال ہوا ہے جیسے قرآن مجید میں کئی اور مقامات پر بھی۔

دوسرا جس سیاق میں ان بچ جانے والوں کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ جو لوگ نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار ہوئے تھے ان کے سوا باقی اور کوئی نہیں بچا تھا وہی اور صرف وہی بچے تھے اس طوفان اور عذاب سے

اس کی تائید سورۃ بنی اسرائیل کی آیت ۳ سے بھی ہوتی ہے، ذُرِّيَّةَ مَنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوحٍ ۚ تم اُن لوگوں کی اولاد ہو جنہیں ہم نے نوحؑ کے ساتھ کشتی پر سوار کیا تھا۔)

نوح علیہ السلام اور قصہ نوحؑ سے متعلق قابلِ قبول روایات

- حضرت نوح علیہ السلام، طوفان، کشتی، آپ کی قوم اور آپ کے گھر والوں کے بارے میں ان گنت روایات مذہبی تحاریر اور تفسیری لٹریچر میں موجود ہیں جن کا زیادہ تر مآخذ اسرائیلیات ہیں (وہ روایات جو اہلِ کتاب، یعنی یہودیوں اور عیسائیوں سے ہم تک پہنچی ہیں)، ان میں اکثر نا قابلِ قبول ہیں، اس ضمن میں صرف وہ روایات قابلِ قبول ہیں جن کی صحت کی تائید قرآن سے یا احادیثِ مبارکہ سے ہوتی ہو (وہ روایات جو قرآن و سنت کی نصوص کے خلاف ہوں، وہ قابلِ قبول نہ ہو نگی
- حضرت نوح علیہ السلام زمین پر پہلے رسول تھے (... يَا نُوحُ أَنْتَ أَوَّلُ الرُّسُلِ إِلَى أَهْلِ الأَرْضِ، صحیح بخاری - ۳۳۴۰)
- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن کے علاوہ ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے۔ (ابن ماجہ، 333/2)۔
- حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت نوح علیہ السلام کے درمیان کتنا فاصلہ تھا؟ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ: دس قرن۔ (صحیح ابن حبان، کتاب التاریخ، باب بدء الخلق)،

اگر قرن سے مراد صدی ہو تو ان دونوں انبیاء کرام علیہما السلام کے درمیان 1000 سال کا فاصلہ ہوگا اور اگر قرن سے مراد نسل ہو تو اس صورت میں ان کے درمیان ہزاروں سال کا فاصلہ ہوگا کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے لوگ صدیوں تک زندہ رہتے تھے۔ (قصص الانبیاء لابن کثیر)۔

- حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ۹۵۰ برس تک دعوتِ حق پہنچائی

قصۂ نوح علیہ السلام کا تمدنی پہلو

- انسان ہر زمانے میں اپنی حاجات اور ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اپنے اطراف میں پائی جانے والے قدرتی ذخائر و وسائل کو دریافت کرتا اور انھیں استعمال کرتا رہا، مگر تاریخ میں بعض اہم موڑ آئے ہیں، بعض ایجادات ایسی ہوئی ہیں جنھیں ہم انقلاب آفریں خیال (Groundbreaking idea or innovation) کہہ سکتے ہیں۔
- ان میں سے چند کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔ یہ اس لیے کہ اسلام کی نظر میں علم کی جستجو میں لگنا عبادت ہے اور کسی چیز کو دریافت کرنے کے بعد اس علم کو چھپانا خیانت ہے اور انسانیت کے مفاد عامہ کے لیے کائنات کے ذخائر کو عام کرنا اس کی تعلیمات کا حصہ ہے
- قرآنِ مجید میں اس ضمن میں چھ شخصیات (چار انبیاء اور دو غیر انبیاء -نوح علیہ السلام، یوسف علیہ السلام، داوٗد علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام، ملکۂ سبا، اور ذوالقرنین) کا ذکر آیا ہے جنھوں نے اپنے زمانے کی ترقی میں بڑا رول ادا کیا ہے اور کچھ تمدنی سہولیات یا بہتر اور خوش حال زندگی کے لیے ایجادات کیں۔
- انسانی تاریخ میں نا معلوم وقت سے انسان خشکی کی سواری کے لیے جانوروں کا اور بحری سفر کے لیے کشتیوں کا استعمال کرتا رہا ہے، البتہ کشتی اپنی بھرپور اور ترقی یافتہ شکل میں پہلی بار کس نے بنائی ہوگی؟ قرآن کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت نوحؑ اس فن کے موجد تھے۔ اس دعوے کے لیے مروجہ انسانی معیار کے ٹھوس تاریخی شواہد تو موجود نہیں البتہ یہ ضرور ہمیں ملتا ہے کہ آپ نے خدا کی نگرانی اور رہ نمائی میں کشتی بنائی۔
- یہ ایک بہت بڑی کشتی تھی جس میں تمام ایمان والے، جانوروں کے جوڑے اور یقیناً ان کے لیے ضروری ساز و سامان بھی آگیا

قصۂ نوح علیہ السلام کا تمدنی پہلو

- قدیم زمانے سے لے کر آج تک کسی بھی تمدن کے فروغ میں کشتیوں نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ مگر حضرت نوحؑ سے پہلے کشتیاں کیسی تھیں اسے جاننے کا کوئی ذریعہ ہمارے ماہرین آثار قدیمہ اور مؤرخین کے پاس موجود نہیں ہے۔ مگر جو چیز (کشتی) حضرت نوحؑ نے بنائی وہ چونکہ خدا کی نگرانی میں بنائی گئی اس لیے کشتی بنانے کے تمام سائنسی علوم کا احاطہ اس میں لازمی طور پر شامل رہا ہوگا
- بائبل میں اس کشتی کی دی گئی تفصیلات اگر صحیح ہیں تو یہ ایک کئی منزلہ عظیم الشان کشتی تھی
- کشتی بنانے کے لیے کچھ علوم کا ہونا لازمی ہے جو قرآن کے مطابق اللہ کی رہنمائی اور ہدایات کی صورت میں نوحؑ کو ملے، وہ علوم یہ ہیں:
  - ← کشتی بنانے کے لیے ضروری وسائل کی دستیابی (Procurement)
  - ← کڑیوں کا علم جنہیں آسانی سے موڑا جا سکتا ہو اور وہ پانی میں رہ کر خراب نہ ہوں (Wood Science /Naval Architecture/Marine Engineering)
  - ← جیومیٹری (Geometry) کا علم
  - ← بحریات (Oceanography) کا علم
  - ← اچھال (buoyancy) کا علم

قصہٴ نوح علیہ السلام کا تمدنی پہلو

- ← اچھی عملی مہارت (Practical Skill)
- ← مسئلہ حل کرنے کی صلاحیت (Problem solving Skill)
- ← درست طریقے سے کام کرنے کی صلاحیت (Precision and accuracy)
- ← ڈیڈلائن کو پورا کرنے کی صلاحیت (Time management and meeting deadlines)
- ← اچھے ٹیم ورک کی مہارت (Teamwork and collaboration)
- ← اور بہت سی دیگر خصوصی کرافٹ کی صلاحیتیں (Craftsmanship skills)

- ○ یہ کشتی کیسے بنائی گئی اس کا ایک لائحہ عمل کسی تختی میں لکھا ہوا پایا گیا۔ آثارِ قدیمہ اور کھدائی کے ماہرین اس زبان سے واقفیت رکھتے ہیں جسے " کیونیے فورم " Cuneiform زبان کہتے ہیں، جو 3200 قبل مسیح میں پائی جاتی تھی۔
- ○ حضرت نوحؑ کی اس کشتی کے جودی پہاڑ پر پہنچنے کے بعد جو تمدن وجود میں آیا اس میں کسی نے اس لائحہ عمل کو محفوظ کر لیا ہوگا، جسے The Ark Tablet کہا جاتا ہے جو آگے نسل در نسل چلتا رہا اور لوگ اس علم کو بروئے کار لا کر بڑی اور بہتر کشتیاں بناتے رہے

قصہ نوح علیہ السلام کے اسباق و رموز

- حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے ایک اولوالعزم رسول، جنہوں نے کم و بیش ایک ہزار سال تک اللہ کی طرف دعوت دینے کا فریضہ سرانجام دیا، قرآنِ کریم کی ۲۹ سورتوں میں آپ کا تذکرہ اور آپ کی زندگی کے مختلف گوشوں کا بیان
- آپ کی زندگی، آپ کی دعوت اور اسلوبِ دعوت، آپ کی استقامت اور عزیمت اور آپ سے متعلق بیان کردہ قصص میں ایمان والوں کی بے شمار اسباق و نصائح موجود ہیں :

1. دعوت الی اللہ ایک فریضہ ہے جس کی ادائیگی کے لیے اپنی تمام تر صلاحتیں بروئے کار لے آنی چاہئیں
2. یقین و ایمان: داعی کو اس امر کا یقینِ کامل ہونا چاہیے کہ جس دعوت کا وہ لے کر اٹھا ہے وہ حق اور سچ ہے، اس پر اس کے یقین میں کوئی تنزلزل نہ آنا چاہیے ــ یہ یقین اور ایمان اس دعوت کی مشکلات انگیز کرنے میں مددگار ہوگا
3. صبر و استقامت : اگر لوگ دعوت کو قبول نہیں کر رہے تو داعی کو مایوس ہو کر ہمت نہیں ہارنی چاہیے بلکہ پوری استقامت سے اپنے حصے کا کام کرتے رہنا چاہیے اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دینا چاہیے
4. اللہ پر اعتماد اور بھروسہ : داعی کو ہر حال میں اللہ سے وابستہ رہنا چاہیے، اس راستے میں مادی اور دنیوی سہارے ہمیشہ وجہِ اطمینان و تسلی نہیں بنتے۔ صرف اللہ کے ساتھ مضبوط تعلق اور اس پر اعتماد داعی کے لیے قوت اور وجہِ سکون
5. بے لوث دعوت : داعی کسی اجر، صلہ، ستائش، توجہ، محبت، شاباشی اور جاہ و منصب کی طلب سے ماوراء ہو کر دعوت کا کام کرتا ہے (نوح علیہ السلام اور تمام انبیاء و رسل نے اس بات کو واضح طور پر بتایا بھی اور عملاً کرکے دکھایا بھی)
6. دعوتِ حق کا انکار، ہمیشہ معاشرے کے بااثر افراد (سردار، مترفین، اشرافیہ – Privileged classes) کیا کرتے ہیں

قصہ نوح علیہ السلام کے اسباق ورموز

7. مشکلات کا سامنا: حق کی طرف بلانے والوں کو ہمیشہ، ہر دور میں تحقیر واستہزاء کا سامنا کرنا پڑا ہے، ان کا مذاق اڑایا گیا، ہر طرح کی اذیتوں کا سامنا کرنا پڑا، یہ دعوت کے راستے کے سنگ ہائے میل ہیں (داعیان الی اللہ ان سے کبھی نہیں گھبرائے)

8. قوم کی خیر خواہی: پیغمبر (قافلۂ دعوت کے شہہ سوار) اپنی قوم کے انتہائی خیر خواہ ہوتے ہیں، قوم کی فلاح کے حریص۔ انبیاء و رُسل کے طریقے پر ایک داعی کو بھی اپنی قوم کا خیر خواہ ہونا چاہیے

9. دعوتِ حق پر عمل: ایک داعی سب سے پہلے اس دعوت پر مِن و عن عمل کرنے والا ہوتا ہے (وَأُمِرْتُ لِأَنْ أَكُونَ أَوَّلَ ٱلْمُسْلِمِينَ، اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے میں خود مسلم بنوں)

10. پیغمبروں کی بشری حاجات: پیغمبر بھی انسان ہوتے ہیں اور بشری حاجات سے بالاتر نہیں ہوتے (تمام قوموں نے پیغمبروں سے مافوق البشر خصوصیات کے تقاضے کیے جیسے غیب جاننا اور خزانوں کا مالک ہونا ... لیکن تمام انبیا علیہم السلام نے ان مطالبات اور مافوق البشر خصوصیات سے معذوری کا اظہار کیا، سورۃ ہود میں خصوصاً اور دوسرے مقامات پر بھی اسکا ذکر)

11. انبیاء ورسل کی انسانی سطح پر جدو جہد: اس سے یہ معلوم بھی ہوتا ہے کہ تمام انبیاء ورُسل نے خالصتاً انسانی سطح پر دعوت کا کام کیا، اس سلسلے میں ابلاغ و بیان کا ہر اسلوب اپنایا، ایک ایک شخص کے پاس جا کر بھی اور اجتماعی طور پر بھی دعوت دی، اس راستے کی ہر مشکل، ایذاء اور پریشانی کو صبر اور خندہ پیشانی سے برداشت کیا، لوگوں نے مذاق بھی اڑایا، مارا پیٹا بھی گیا، زخمی بھی ہوئے، شہید بھی کیے گئے (ایک دن میں ۷۰ انبیاء شہید ہوئے - حدیث)، معاشی اور سماجی مقاطعے بھی ہوئے، دیس نکالا بھی برداشت کیا، ضعف اور قوت و وسائل کی اس شدید کمی کا سامنا کیا کہ اپنے رب کے حضور جس کی فریاد کی، لیکن دعوت کے اس عمل اور اس کے قبول و انکار کرنے میں کہیں خدائی مداخلت نہیں ہوئی، کہیں فرشتوں نے مداخلت نہیں کہیں، کسی کو زبردستی ایمان قبول نہیں کروایا گیا کہ لوگ جان لیں کہ دعوت خالصتاً ایک انسانی سطح کا کام ہے اور انبیاءؑ نے بھی اسی سطح پہ کیا

قصہ نوح علیہ السلام کے اسباق و رموز

12. نرمی کا اسلوب : قوم کے انکار اور سرکشی کے باوجود قوم سے پیار، محبت اور نرمی کا برتاؤ۔ دعوت کی طرف راغب کرنے کے لیے بار بار میری قوم، میری قوم کے الفاظ سے خطاب (داعی کو چاہیے کہ اپنے مدعو کو نرم اسلوب میں اور ایسے القاب سے خطاب کرے جس سے مدعو کو اپنائیت کا احساس ہو۔

13. امید کا پیغام: پیغمبر، لوگوں کو زمانۂ جاہیلیت میں سرانجام پانے والے افعال قبیح اور گناہوں پر اللہ کی بخشش کی امید دلاتا ہے اور لوگوں کو مایوسی اور ناامیدی سے نجات دلاتا ہے (داعی بھی امید اور اللہ کی خوشنودی کا پیغام سنائے)

14. دنیوی زندگی کی ترقی ، تقویٰ اور خدا پرستانہ زندگی کے منافی نہیں۔ نوح علیہ السلام نے قوم کو بتایا کہ اللہ سے استغفار، قحط سالی کی دوری، باغوں، پھلوں، مال و اولا کی کثرت (مجموعی پیداوار میں اضافے) کا سبب بنے گی

15. انسانوں کی گمراہی: اس قرآنی قصے سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی گمراہی ہر زمانے میں بنیادی طور پر ایک ہی طرح کی رہی ہے، اور خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبروں کی دعوت بھی ہر عہد اور ہر سرزمین میں یکساں رہی ہے

16. دعوت کا نقطہ آغاز: حضرت نوح علیہ السلام اور دیگر تمام انبیاء ورسل کے قصص سے معلوم ہوتا ہے کہ دعوت کی ابتداء توحید سے کی جائے، توحید کے قائل ہونے کے بعد دین کے دوسرے اجزاء کو بیان کیا جائے

17. استعانت ومدد: تنگی ہو یا راحت، ہر حال میں مدد واستعانت اور دعا اللہ سے مانگنی چاہیے

18. اللہ پر ایمان میں کوئی شرکت نہیں: ایک مومن کے دل میں اللہ پر ایمان اور اس کی محبت کے ساتھ غیر اللہ کی محبت جمع نہیں ہو سکتی (ود، سواع، یغوث، نسر وغیرہ کی محبت قومِ نوح کی اللہ کے محبت میں رکاوٹ تھی)

قصہ نوح علیہ السلام کے اسباق و رموز

19. داعیین الی اللہ پر اللہ کی نظر خاص: اللہ اپنے اِن مومن بندوں کی حفاظت فرماتا ہے، انہیں راستے سجھاتا ہے، ان کی رہنمائی فرماتا ہے اور انہیں منزل تک پہنچاتا ہے

20. توکل کے ساتھ تدبیر: نوح علیہ السلام نے ہر معاملے میں اللہ پر بھروسہ کیا لیکن طوفان سے بچنے کے لیے کشتی بنانے کی تدبیر بھی کی (اللہ کی رہنمائی میں)- دنیاوی تدابیر اختیار کرنا اللہ پر بھروسے کے خلاف نہیں

21. داعی، دعوت کا مکلّف: داعی کتاب و سنت کے مطابق پوری محنت کے ساتھ دعوت دینے کے باوجود بھی اگر مدعو دعوت قبول نہ کرے تو اس میں داعی کا کوئی قصور نہیں

22. انسان کے اعمال کی ذمہ داری: ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار اور جواب دہ ہے، کسی نیک انسان کی رشتہ داری اس کو اس کے اعمال کی ذمہ داری اور اس کے نتائج سے نہیں بچا سکتی (حضرت نوحؑ کے بیٹے اور بیوی کی مثال.....)

23. بُری صحبت: نوح علیہ السلام کے بیٹے کی ہلاکت کی وجہ اس کی (کافروں کے ساتھ) بری صحبت (وَلَا تَكُن مَّعَ الْكَافِرِينَ)، ہر شخص کو اپنی صحبت پر نظر رکھنی چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ اس کی محبت اور ہمدردیاں کسی کے ساتھ ہیں (أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ، تو اس کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے)

24. دعائے مغفرت: نوح علیہ السلام کو کافر بیٹے کے لیے دعا (مغفرت) مانگنے سے روک دیا گیا (اور ابراہیم علیہ السلام کو کافر باپ کے لیے دعا کرنے سے روک دیا گیا)- کافر رشتہ داروں کے لیے ہدایت کی دعا تو کی جا سکتی ہے لیکن مغفرت کی نہیں

قصہ نوح علیہ السلام کے اسباق و رموز

25. راہِ حق پر صبر : نوح علیہ السلام کا صبر قابل تقلید۔ بیٹا اپنی آنکھوں کے سامنے غرق ہو گیا مگر آپؑ نے صبر و رضا کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا، اطاعت و فرمانبرادری کا نمونہ بنے رہے

26. اللہ کا امر فیصلہ کن : اللہ کا امر (عذاب) کو دنیا کی کوئی طاقت ٹال نہیں سکتی اور اس سے کوئی طاقت بچا بھی نہیں سکتی

27. اللہ کا اختیار : کافروں پر عذاب نازل کرنا، پیغمبروں کے اختیار میں نہیں ہے۔ حضرت نوحؑ کفار کے عذاب طلب کرنے کے جواب میں فرماتے کہ عذاب کا نازل کرنا، خدا کی مشیت کے ساتھ ہے اور اس عذاب سے بچنا ممکن نہیں ہے۔

28. مشیتِ الٰہی : نیک لوگوں کے گھر برے اور برے لوگوں کے گھر میں نیک لوگ پیدا ہو سکتے ہیں ، اس سے نیک لوگوں کی عصمت و ایمان پہ کوئی حرف نہیں آتا

29. تقاضائے بشریت : انبیاء علیہم السلام سے بتقاضائے بشریت سہو ہو سکتا ہے جیسے نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے حق میں دعا سے ثابت ہے (اور دیگر انبیاء کرامؑ سے بھی ثابت ہے قرآن کریم میں) ، ایسے میں اللہ تعالیٰ انہیں احساس دلاتا ہے تو وہ فوراً معافی کے خواستگار ہوتے ہیں ، اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں جیسے نوح علیہ السلام نے کیا

30. اللہ تعالیٰ، انبیاء کی حفاظت اور ان کی خطاؤں اور لغزشوں پر انھیں متوجہ کرنے والا ہے۔

31. حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی خاص خصوصیات کی حامل اور صنعتی اعتبار سے بے مثال اور جدید ماڈل کی تھی

32. مشیت الٰہی، طبیعی اور عادی اسباب کے ذریعہ جاری ہوتی ہے (طوفان سے بچنے کے لیے کشتی کی تعمیر)

قصہ نوح علیہ السلام کے اسباق ورموز

.33 ہر قسم کے حیوانات میں سے ایک جوڑا (نر و مادہ) کو کشتی میں سوار کرنے کا حکم - حیوانات کو نابودی اور ختم ہونے سے بچانا ضروری ہے (ظاہراً اُس کے علاوہ اس کا کوئی مقصد نہیں تھا کہ نسل حیوانات باقی رہے اور نابود نہ ہو)

.34 بھروسہ اللہ پر اسباب پر نہیں: کشتی میں سوار ہونے کے بعد نوح علیہ السلام کی اپنے پیروکاروں کو تاکید کہ طوفان کے حادثے سے نجات کے لیے انھوں نے خدا کی مغفرت اور رحمت پر بھروسہ کرنا ہے (یعنی کشتی تو فقط ایک وسیلہ ہے در حقیقت نجات مہیا کرنے کا سبب مغفرت ورحمت الٰہی کا شامل حال ہونا ہے)

.35 کائنات کے اسباب اللہ کے اختیار میں: پانی کا پہلے برسنا (آسمان سے) اور زمین کا پانی چھوڑ دینا اور طوفان کے بعد آسمان کا تھم جانا اور زمین کا پانی کو نگل جانا - زمین و آسمان اور کائنات ہستی کے تمام اسباب، خدا کے اختیار میں ہیں اور اس کے حکم کو بجالانے کے لیے ہمیشہ مستعد ہیں

.36 اللہ کا وعدہ: حضرت نوح علیہ السلام سے، کہ زمین پر اترنے کے بعد اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہوں گی تمارے ساتھ، اور نئی دنیا بسانے کے لیے اللہ تعالیٰ تمام اسباب فراہم کرے گا

.37 انسانی معاشرے کیلئے امن وامان اور سلامتی کو برقرار رکھنا اور ان کے لیے نعمتوں کو ایجاد کرنا، اللہ کا اختیار اور اس کی مشیئت

.38 مومن اور کافر انسانوں کی تدبیر اور انسانی معاشروں کے انقلاب اور ان کا انجام، خدا کے ہاتھ اور اختیار میں ہے

.39 اللہ تعالیٰ دنیا میں کافروں کو لمبے عرصہ تک ڈھیل دیتا ہے، لیکن بالآخر ان کو اچانک اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔

.40 آپ ﷺ کو رسالت کے پہنچانے میں صبر و بردباری کی تلقین اور مشرکین کے مقابلے میں سینہ سپر رہنے اور ان کی اذیتوں پر صبر کرنے کا حکم دیتا ہے۔